تعارف و تبصرہ کتب

تبصرہ نگار :۔ مولانا حافظ محمد عبدالقدوس فاضل دیوبند
(رکن وفاقی کونسل) پشاور یونیورسٹی

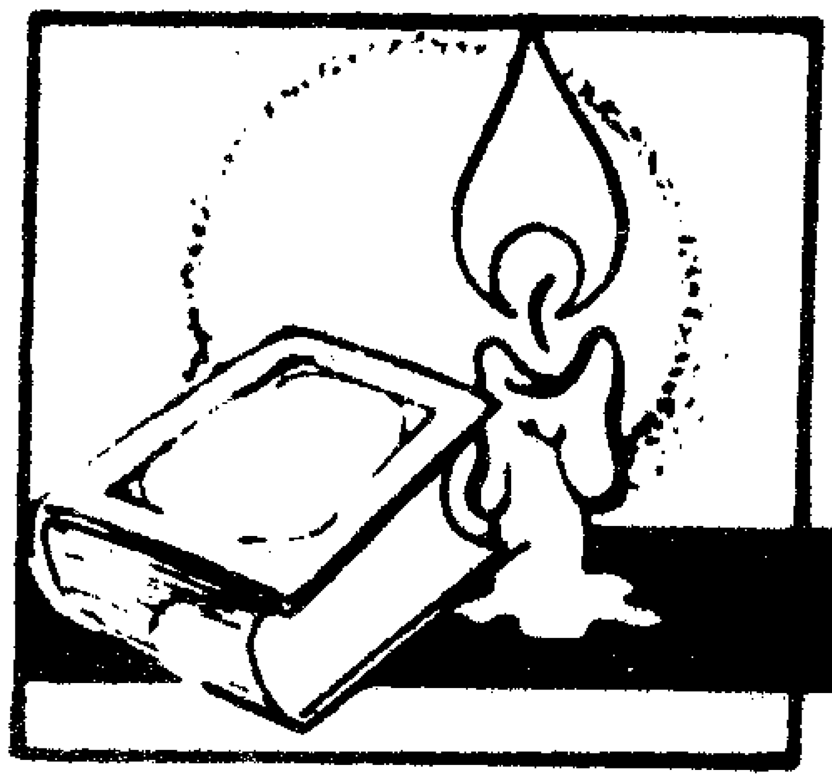

نقشِ دوام

نقش دوام ۔سوانح وسیرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

مصنف ، مولانا انظر شاہ استاد دارالعلوم دیوبند

ناشر :۔ المکتبۃ البنوریہ ۔علامہ بنوری ٹاؤن کراچی صفحات ۴۶۴ - قیمت درج نہیں ۔

محدث ،حافظ ۔حجۃ اللہ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ سوانح عمری ان کے صاحب زادہ مولانا انظر شاہ مسعودی نے مرتب فرمائی ہے ۔

حضرت شاہ صاحب کی حیات وسوانح کا جائزہ قلم بند کرنا کسی صاحب علم کے لئے ممکن نہیں ۔انہوں نے جو محقق تلامذہ اپنے پیچھے یادگار چھوڑے تھے ان کی صحبت میں رہ کر ہی حضرت شاہ صاحب مرحوم کے کمالات کی جھلک محسوس کی جا سکتی تھی ۔تاہم ان کی سوانح قلم بند کرنے اور ایک جامع کتاب میں ان سے متعلق معلومات فراہم کرنے کی ذمہ داری ان کے تلامذہ پہ عائد ہوتی تھی اور راقم الحروف کے خیال میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اس فریضہ سے بہ وجہ احسن عہدہ برآ ہو چکے ہیں ۔اور ان کی تصنیف " **نفحۃ العنبر** " نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات علمی سے متعلق کافی معلومات بہت اچھے پیرایہ میں بہم پہنچاتے ہیں ۔چونکہ یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور عربی بھی ایسی کہ عربی ادب کا ماہر صاحب ذوق ہی اس سے استفادہ کر سکتا ہے ۔عام دینی حلقے اس سے مستفید نہ ہو سکتے تھے ۔ اس لئے ضرورت تھی کہ اردو دان اور اردو خوان حضرات کے لئے بھی اردو زبان میں کوئی متبادل تصنیف مہیا کی جائے ۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے متعدد دوسرے اہل قلم نے بھی سعی فرمائی تھی ۔مولانا انظر شاہ مسعودی کی زیر تبصرہ تصنیف اس سلسلے کی ایک تازہ اور اہم کڑی ہے ۔کتاب کا اچھا تعارف حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے کتاب کے مقدمہ (نقوش وتاثرات) میں کر دیا ہے ۔جس کے کچھ اقتباسات پیش خدمت ہیں حضرت مہتمم صاحب فرماتے ہیں :۔

حضرت الاستاذ الاکبر علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی مبارک ہستی نہ کسی تعارف کی محتاج ہے نہ کسی تاریخ کی دست نگر ان کی حقیقی تاریخ ان کے تلامذہ اور تاثر علمی کی صورت میں ہمہ وقت دائرہ و سائرہ کا نمایاں اور چشم دید ہوتی ہے۔ حضرت مرحوم کا علم اگر متقدمین کی یاد تازہ کرتا تھا، تو ان کا عمل سلف صالحین کو زندہ کئے ہوئے تھا علم، حافظہ، تقوی، طہارت اور زہد و قناعت مثالی تھی۔ درس میں تبحر و تفقہ دونوں یکساں چلتے تھے۔

درس حدیث فقط فن حدیث تک محدود نہ تھا۔ بلکہ جمیع علوم و فنون کے حقائق پر مشتمل تھا بلاشبہ مرحوم پر اردو و عربی میں بہت کافی لکھا جا چکا ہے (اور اس ضمن میں "نفحۃ العنبر" "علمائے حق" "نگارستان کشمیر" "تاریخ اقوام کشمیر" "حیات انور" "مولانا انور شاہ اور ان کے علمی کارنامے" کا تذکرہ کیا گیا ہے) عزیز محترم مولانا انظر شاہ استاد دارالعلوم دیوبند نے اپنی اس تازہ تصنیف میں ان واقعات و حالات کا امکانی حد تک احصا کیا ہے جن سے حضرت مرحوم کی عائلی و قبائلی علمی و عملی اور خلوت و جلوت کی پاکیزگی سامنے آجاتی ہے۔ اس لئے یہ مکمل بھی ہے، جامع بھی اور مستند بھی ہے۔"

حضرت مولانا محمد طیب صاحب زید مجدہم نے اس کتاب کے پانچ امتیازات کا بھی خصوصی تذکرہ فرمایا ہے۔

اولاً یہ کہ مصنف نے ان تمام شخصیات کا تعارف بھی شگفتہ انداز میں کرایا ہے جن کا تذکرہ کسی نہ کسی عنوان سے حضرت کی سوانح کے ذیل میں آگیا ہے۔

ثانیاً تردید قادیانیت سے متعلق حضرت کے مضامین و مقالات کے اہم اقتباسات اس کتاب میں اس طرح جمع کئے گئے کہ اس سے قادیانیت سے متعلق اکابر دارالعلوم کا نقطۂ نظر مدلل طور پر سامنے آگیا ہے۔

ثالثاً جمعیۃ العلماء ہند کے سالانہ اجلاس منعقدہ پشاور ۱۹۲۷ء کے خطبہ صدارت کے اہم اقتباسات درج کئے گئے ہیں جن کے بعد اس اہم اور نایاب خطبہ کی تلاش کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

رابعاً حضرت شاہ صاحب کے فارسی و عربی کلام کا غالب حصہ بھی اس تالیف میں موجود ہے۔

خامساً سب سے اہم یہ کہ حضرت شاہ صاحب کی بلند پایہ علمی تحقیقات، حدیث، تفسیر، فقہ و معانی اور علوم متداولہ میں آپ کے نادر علوم، معارف اور منفردانہ اجتہادی اقوال بھی آپ کی تمام تصانیف سے اخذ کر کے اس طرح پیش کر دیتے ہیں کہ اردو دان حلقہ بھی حضرت مرحوم کی علمی ژرف نگاہی سے قدرے واقفیت حاصل کر سکے گا۔

راقم الحروف حضرت مہتمم صاحب کے اس جامع جائزہ پر مزید اضافہ یہ کرنا چاہتا ہے کہ کتاب مندرجہ ذیل حصوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ سوانح از ص ۲۰ تا ص ۴۷۔ ۲۔ شمائل و خصائل ص ۴۸ تا ص ۱۴۴۔ درس کی خصوصیات ص ۱۴۵۔ ۱۶۸۔ فتنۂ قادیانیت سے متعلق خدمات ص ۱۶۹ تا ص ۲۰۰۔ سیاسی زندگی ص ۲۰۲ تا ۲۴۶۔ شعر گوئی ص ۲۴۷ تا ۲۹۳۔ تصنیفات و تالیفات ص ۲۹۴ تا ۳۳۲۔ تحقیقات و تفردات ص ۳۳۳ تا ۴۵۲۔ اولاد و احفاد ص ۴۵۳۔ دیوبند کا مکتب فکر ۴۵۴۔ ۴۵۵، ۴۵۷

تحقیقات و تفردات کا باب بہت وسیع ہے اور ایک سو بیس صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اور قرآن کریم کی تکرار مضامین۔ ربط آیات، ناسخ منسوخ۔ سلیمان علیہ السلام اور سحر۔ خلافت آدم۔ خاتم النبیین۔ ذوالقرنین و یاجوج و ماجوج۔ نزول عیسیٰ۔ تواتر کے درجات اربعہ۔ زکوٰۃ۔ تحویل قبلہ۔ رویت باری۔ مباحث ایمان۔ برزخ۔ دیانت و قضا میں فرق اور مناط سے متعلق ابحاث ثلاثہ وغیرہ موضوعات سے متعلق شاہ صاحب رحمہ اللہ کے تفردات پیش کئے گئے ہیں۔

تبصرہ کی تنگنائے اجازت نہیں دیتی ورنہ اس اہم علمی باب کے دل آویز نکات کے صفحات نقل کرنے کو جی چاہتا ہے اور یہ اس لئے بھی کہ مصنف کو اللہ تعالیٰ نے مشکلات کو سہل تعبیر کے ذریعہ سمجھانے کا جو ملکہ عطا فرمایا ہے اس کی بدولت یہ مسائل و نکات عام فہم ہو گئے ہیں۔

اس باب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے اکثر بلکہ تمام مقامات پر شاہ صاحب کے فوائد کو عربی زبان سے منتقل کر کے حذف و اضافہ کے ساتھ اپنی ادبی اردو کا دلکش لباس پہنایا ہے۔

مثال کے طور پر علامہ رشید رضا مدیر المنار کی تشریف آوری کے موقع پر حضرت شاہ صاحب نے ایک فاضلانہ تقریر عربی زبان میں فرمائی تھی۔ مصنف نے یہ تقریر اردو زبان میں قلم بند کی ہے اور پیرایۂ تعبیر حسب ذیل ہے۔

حضرت شاہ صاحب کی عربی تحریر	مصنف کی اردو تعبیر
اسنادنا في الدين متصل بالصدر الكبير والبدر المنير والامام الشهير الشيخ الاجل ولي الله بن عبد الرحيم الفاروقي الدهلوي وحال الشيخ اشهر من ان يذكر فقد شرّقت تصانيفه وغربت۔ لكن بعض احوال الشيخ يحتاج الى اخبار شفاهية وواقعات تلقيتها من مشائخنا (نفحة العنبر ص ۳)	ہم دینی مسائل و اسلامی نقطۂ نظر میں ہندوستان میں امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ بن عبد الرحیم فاروقی دہلوی رحمہم اللہ سے ذہنی و عملی روابط استوار کئے ہوئے ہیں۔ ہمارے امام حضرت شاہ ولی اللہ کی تصانیف عالم اسلام کے ہر گوشہ میں پہنچ چکی ہیں۔ اور ان کی مجتہدانہ بصیرت کے مرغزار سب کے لئے دعوت نظارہ ہیں لیکن پھر بھی امام ہمام کے بعض احوال و سوانح ایسے ہیں جو ہم نے اپنے ثقہ اکابر سے سنے اور جو شاہ صاحب کی عام سوانح میں موجود نہیں

ان سوانحی نشیب وفراز پر اطلاع کے بغیر شاہ صاحب کی
ہمہ گیر شخصیت اوران کے افکار ونظریات کے گوشے
واضح نہیں ہوتے۔ اس لئے مقصد کو قریب تر کرنے کے لئے
میں مجبور ہوں۔ کہ شاہ صاحب کی ابتدا وانتہا پر کچھ عرض
کروں" (نقش دوام صہ ۴۴۸)

اس مندرجہ بالا اقتباس میں بہ ظاہر اردو تعبیر کی آخری (بین الوادین) عبارت مصنف نقش دوام کا اضافہ ہے، الا یہ کہ اصل عربی خطبہ میں (جو دارالعلوم کے اس سال کی روئداد میں مطبوع ہے اور جس کا نسخہ اس وقت راقم الحروف کے سامنے نہیں) اس قسم کی کوئی عبارت موجود ہو اور خود مولانا بنوری نے اختصاراً اسے حذف کر دیا ہو۔

ایک کمی خاص طور پر محسوس ہوئی کہ مصنف نے حضرت شاہ کی تحقیقات وتفردات جہاں سے لی ہیں۔ ان مصادر کا حوالہ نہیں دیا اس لئے ماخذ کی طرف مراجعہ کرنے میں اہل علم کو دقت محسوس ہوگی۔

نقش دوام کا خاص امتیاز اس کی رواں دواں اُردو ہے جس میں کچھ جھلک تو مولانا مناظر احسن گیلانی کے طرز کی نظر آتی ہے۔ مگر ادبی چاشنی اس پر مستزاد بھی ہے۔ اس ادبی پیرایہ بیان کی خاطر وہ عربی تراکیب کے پیرایہ کو یکسر بدل دیتے ہیں مثلاً فرماتے ہیں :-

" سیوطی ہی نے یہ عجیب لطیفہ سنایا ہے کہ ایک صاحب قرآن کی تفسیر کرنے کے لئے تیار ہوئے، تو حضرت ابراہیمؑ کے اس مطالبہ میں کہ" اے رب آپ مجھے دکھا دیجئے کہ کس طرح زندہ کرتے ہیں مُردوں کو"
اس عجیب وغریب مفسر کو جب یہ پریشانی لاحق ہوئی کہ بھلا ابراہیم ایسے پیغمبر جلیل سے احیاء موتیٰ کے بارے میں یہ تردد آمیز سوال کیسے ممکن ہے تو اس کی دور اندیش عقل نے جھٹ پٹ یہ جواب تیار کیا کہ قلبی نامی حضرت ابراہیمؑ کا دوست تھا ابراہیمؑ احیاء اموات کے بارے میں اپنے لئے اطمینان کے طالب نہیں تھے بلکہ اپنے جگری دوست قلبی کے لئے دوست اطمینان کی دریوزہ گری کر رہے تھے والعیاذ باللہ۔ بلکہ سیوطی ہی کے قلم سے یہ بھی سننے میں آیا کہ بعض مفسرین کے خیال میں میتۃ اور لحم خنزیر بعض مرد اور عورتوں کے نام تھے جن کے تعلق واختلاط سے مسلمانوں کو روکا گیا تھا"
(نقش دوام ص ۱۴۱ ۳۴)

سیوطی نے یہ بات کہاں ذکر کی ہے۔ مصنف نے چونکہ حوالہ نہیں دیا۔ اس لئے ماخذ کی طرف مراجعہ مشکل گیا۔ میتۃ اور لحم خنزیر سے متعلق تو کوئی ایسی روایت راقم الحروف کو نہ مل سکی۔ تاہم قلبی کی تفسیر سے متعلق اتقان کے باب غرائب التفسیر (النوع التاسع والعشرون) میں صرف اتنی عبارت مل سکی۔

"ومن ذالک ماذکرہ ابن فورک فی تفسیرہ فی قولہ ولکن لیطمئن قلبی ان ابراھیم کان لہ صدیق وصفہ بانہ قلبہ ای لیسکن ھذا الصدیق الی ھذہ المشاھدہ اذا راھا عیاناً۔ قال الکرمانی وھذا بعید جداً"

اگر نقش دوام کے فاضل مصنف نے اسی عبارت کے مفہوم کو اپنی اردو میں پھیلایا ہے تو آپ کی تحریر کی مدرسانہ شان قابلِ داد ہے۔

طباعت کی صحت کا اہتمام خوب ہوا ہے ص ۳۱۲ کے عربی اشعار میں لا تمار کی جگہ لا تماری۔ لم تر کی جگہ لم تری لأناس کی جگہ لا تاس کا لکھا جانا یا اس طرح کی ایک آدھ اور غلطی نظر انداز کی جا سکتی ہے۔

"تاہم بعض جملے ہیں جن کا دوسری اشاعت میں بدل دینا مناسب بلکہ ضروری ہے۔ مثلاً مولانا حبیب الرحمن صاحب کے متعلق یہ جملہ "ختم ہوئے تو ان کا کوئی تذکرہ بھی باقی نہ رہا"۔ (ص ۳۸) یا مولانا عبدالقادر رائے پوری کے حالات میں یا ہادی کے وظیفہ والی روایت (ص ۷۷) یا اس قسم کی عبارت کہ "مناط کی تیسری قسم تنقیح مناط کے نام سے موسوم ہے"۔ (ص ۱۵۷)

حضرت شاہ صاحب کے اساتذہ میں مصنف کو مولانا عبدالجمیل افغانی کے حالات نہیں مل سکے۔ حضرت مولانا ہمارے صوبے کی عظیم شخصیتوں میں سے تھے۔ ہم ان کے فرزند جلیل مولانا عنایت اللہ طوروی سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد مکرم و معظم مرحوم کی سوانح "الحق" کے لئے مہیا فرما کر یہ کمی پوری کر دیں۔ پروفیسر قاری فیوض الرحمن صاحب بھی اپنی کتاب علمائے دیوبند کے دوسرے حصہ میں مولانا امین الحق مرحوم کے حوالہ سے ان کے حالات درج فرمائیں گے۔

صوبہ سرحد میں حضرت شاہ صاحب کے فاضل تلامذہ میں سے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کا خصوصی اور مولانا لطف اللہ صاحب (جہانگیرہ) کا عمومی تذکرہ کر دیا گیا ہے۔ مولانا شمس الحق مدظلہ کا نام شمس الدین اور مولانا فضل الرحمن مرحوم کا نام سیف الرحمن درج ہونا سہو قلم ہے۔ اور مولانا عبدالحق نافع اور مولانا محمد ادریس طوروی کے نام کئی دوسرے فاضل تلامذہ کی طرح سہواً رہ گئے ہیں۔

ہم اربابِ علم کو دعوت دیتے ہیں کہ اس حسنِ صورت و معنی سے مزین کتاب سے استفادہ کر کے راہ نمائی حاصل کریں کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے نقشِ قدم پر چل کر اسوۂ رسول کی علمی و عملی پیروی کس طرح کی جا سکتی ہے۔ ✣

دعواتِ حق جلد اوّل دستیاب ہے

ہم نہایت مسرت سے اعلان کرتے ہیں کہ بالآخر حضرۃ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کے خطبات و مواعظ افادات و علوم پر مشتمل عظیم الشان ذخیرہ دعواتِ حق جلد اوّل جو عرصہ سے ناپید تھی اب دوبارہ شائع ہونے کے بعد دستیاب ہے۔ جلد اوّل یا دونوں جلدیں بعجلت طلب فرمادیں ورنہ کئی سالوں تک ممکن ہے انتظار کرنا پڑے۔ قیمت جلد اوّل ۲۵/- روپے جلد دوم ۴۰/- روپے۔ ملنے کا پتہ: مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور۔